جامعہ سلفیہ فیصل آباد ایک مثالی تعلیمی ،تربیتی ،دعوتی ادارہ ہے۔ جو عرصہ 53 سال سے پورے تزک واحتشام کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔اس عرصہ میں ہزاروں طلبہ نے سند فراغت حاصل کی۔جبکہ فیض یافتگان کی بہت بڑی تعداد ہے۔یہ علماء مختلف مقامات پر تعلیمی ،تدریسی ،دعوتی ،اصلاحی، سیاسی ،رفاہی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔اور جامعہ سلفیہ کی نیک نامی کا باعث ہیں۔ان فضلاء جامعہ کے ساتھ گاہے بگاہے رابطہ رہا ہے۔لیکن کوئی مستقل اجتماع نہ ہوسکا۔جسکا تقاضا بہت سے احباب کی طرف سے رہا۔بالخصوص جامعہ سلفیہ کے صدر میاں نعیم الرحمٰن اور نائب صدر حاجی بشیر احمد صاحب تو تکرار کے ساتھ اسکا مطالبہ کرتے رہے۔انکی دیرینہ خواہش 3 اپریل 2008ء بروز جمعرات پایہ تکمیل کو پہنچ گئی اور ایک بے مثال خصوصی اجتماع برائے فضلاء جامعہ منعقد ہوگیا۔

پہلی نشست......

اجتماع کی کاروائی دن گیارہ بجے قاری محمد عمران کی تلاوت قرآن حکیم سے شروع ہوئی۔جبکہ صدارت کے فرائض رئیس الجامعہ میاں نعیم الرحمٰن نے سرانجام دیئے۔تلاوت کے بعد اجتماع کی غرض وغایت سے پرنسپل جامعہ چودھری یٰسین ظفر نے اگاہ کیا۔انہوں نے پوری تفصیل سے اس اجتماع کی افادیت پر روشنی ڈالی اور کہا کہ ایک خواب جسے آج ہم شرمندہ تعبیر دیکھ رہے ہیں۔وہ احباب جو اس وقت پنڈال میں تشریف فرما ہیں۔قابل قدر اور لائق صد احترام ہیں۔اور جامعہ کا سرمایہ افتخار ہیں۔جامعہ سے فراغت کے

بعد کا زرار حیات میں ایسے مصروف ہوئے کہ اپنی مادر علمی سے وہ رشتہ برقرار نہ رکھ سکے۔ مگر آج جامعہ کی دعوت پر کشاں کشاں چلے آئے۔ یہ اجتماع باہمی رابطے کی ایک کڑی ہے۔ اور آپس میں محبت الفت باٹنے کا لازوال ذریعہ ہے۔ جہاں مدتوں بعد آپس میں ملنے کا موقعہ ملا۔ وہاں اپنی مادر علمی کو قریب سے دیکھنے کی بھی فرصت ملی۔ اور سب سے بڑھ کر ایک دوسرے کے جذبات واحساسات سے اگاہی ہوگی۔ وہاں علمی تجربات دعوتی تبلیغی سرگرمیوں اور طریقہ کار سے بھی استفادہ کا موقعہ ملے گا۔ اور یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ اس کے بعد جامعہ کے شیخ التفسیر حافظ مسعود عالم (جو کہ خود بھی جامعہ کے فضلاء میں شامل ہیں) نے خطاب کیا۔ انہوں نے نہایت مرتب ومنظم گفتگو فرمائی۔ ان کا کہنا تھا کہ ستاروں کا یہ جھرمٹ قابل دید ہے۔ ان میں سے ایک ایک ستارہ اس قابل ہے کہ اس کی داستان حیات سنی جائے۔ اور اس کے روز شب سے استفادہ کیا جائے۔ انہوں نے جامعہ سلفیہ کا تذکرہ نہایت دل نشین انداز میں کیا۔ اور فرمایا کہ اس ادارے کی بدولت آج ہم سب لوگوں کی آنکھوں میں بستے ہیں۔ اور نہایت وقار اور عزت کے ساتھ عملی میدان میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ قابل قدر اور محترم اساتذہ نے نہایت شفقت ومحبت کے ساتھ ہمیں تعلیم دی اور بہترین تربیت سے نوازا۔ ان کی شفقتوں اور محبتوں کا ہم پر اتنا قرض ہے کہ پوری زندگی اسکا بار نہیں اتار سکتے ہیں۔ جامعہ کی انتظامیہ خصوصاً میاں فضل حق اور ناظمین نے ہمارے لیے جن راحتوں اور آسائشوں کا بندوبست کیا۔ اسکا شکریہ بھی ابھی ہمارے ذمہ ہے۔ انہوں نے علماء کرام سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو جو مقام بلند اور رفعت عطاء کی ہے۔ دنیا کے کسی اور طبقے کو میسر نہ آئی۔ اور آپ کو انبیاء کرام مشن پر لگا دیا گیا۔ اس سے بڑی خوش نصیبی اور کیا ہو سکتی ہے۔ یہ راستہ ایسا مقدس اور سعادت مند ہے کہ جو اس کو اختیار کرتا ہے۔ جنت کی راہیں آسان ہو جاتی ہیں۔ سچی بات تو یہ ہے کہ بحشیت انسان بسا اوقات بعض لوگ یہ تصور کرتے ہیں کہ لوگ ان کی عظمت کو تسلیم نہیں کرتے۔ معاشرہ انہیں وہ مقام اور عزت نہیں دیتا۔ میڈیا انہیں کوریج نہیں دیتا۔ اور یہ تنہائی اور احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ آپ نے کہا اس کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔ اخبارات میں جگہ نہیں ملتی نہ ملے۔ الیکٹرک میڈیا توجہ نہیں دیتا نہ دے۔ کیا یہ کافی نہیں کہ وہ ذات جس کے احاطے میں ہر چیز ہے۔ آپ اس کی نگہبانی میں ہیں۔ اور وہ آپ کے کام اور

اخلاص کو دیکھ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم لوگوں کی اصلاح کریں۔ اور انہیں جہنم میں گرنے سے بچائیں۔ خصوصاً ایسے حالات میں جبکہ برائی اور بے حیائی عام ہے۔ اور لوگ اچھل اچھل کر جہنم کا ایندھن بن رہے ہیں۔ ہمیں ان کے ساتھ ہمدردی کرنی چاہیے اور انہیں اس راستے سے روکنا چاہیے۔ آخر میں انہوں نے علماء کرام پر زور دیا کہ مادر علمی کے ہمارے اوپر بے شمار حقوق ہیں۔ ہمیں پوری کوشش کے ساتھ یہ حق ادا کرنے چاہیے۔ اس کی تعمیر و ترقی اور بہتری کے لیے اچھی تجاویز کے ساتھ مالی وسائل کی فراہمی میں ممدو معاون بننا چاہیے۔

اس کے بعد پرنسپل جامعہ چودھری یٰسین ظفر نے جامعہ کی مرحلہ وار تعمیری کام و ترقی اور تعلیمی مراحل کا تذکرہ کیا۔ اور بتایا کہ گذشتہ ایک عشرہ میں یہ تعمیری کام مکمل ہوا ہے۔ جس پر ساڑھے تین کروڑ روپے خرچ ہوئے۔ نیز اعلیٰ تعلیم یافتہ اساتذہ کی خدمات حاصل ہیں۔ جو پوری لگن اور محنت کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ اسلامی علوم کی تدریس کے ساتھ عصری علوم میٹرک، F.A اور B.A تک شاندار انتظام ہے۔ جبکہ فنی تعلیم کے لیے ٹیوٹا کا تعاون حاصل ہے۔ اور پنجاب ٹیکنیکل بورڈ کے تحت امتحانات ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ صرف حالات حاضرہ پر نظر نہیں بلکہ ہم نے مستقبل کی بہترین منصوبہ بندی کی ہے۔ اور ایک یونیورسٹی کی بنیاد رکھی ہے۔ جس پر کام کا آغاز ہو چکا ہے۔ وللہ الحمد۔ اس کے بعد نماز ظہر اور کھانے کا وقفہ کیا گیا۔

دوسری نشست ......

وفاق المدارس السلفیہ کی تقریب تقسیم انعامات

نماز ظہر اور کھانے کے وقفے کے بعد ٹھیک دو بجے اجتماع کی دوسری نشست شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن حکیم کی سعادت قاری سمیع اللہ نے حاصل کی۔ جبکہ صدارت کے فرائض علامہ پروفیسر ساجد میر صاحب نے کرنی تھی۔ مگر ان کی آمد تک شیخ الحدیث مولانا عبدالحمید ہزاروی نائب صدر وفاق المدارس السلفیہ کی صدارت میں پروگرام شروع کیا گیا۔ تلاوت کے بعد اجتماع کو بتایا گیا کی اس نشست میں علامہ پروفیسر ساجد میر صاحب کا خصوصی خطاب ہوگا۔ مگر اس سے پہلے وفاق المدارس کے سالانہ امتحانات کے

تمام مراحل میں اول، دوم، سوم آنے والے طلبہ وطالبات کو انعامات تقسیم کیے جائیں گے۔ اس کے بعد وفاق المدارس کے انچارج مولانا محمد یونس بٹ صاحب نے وفاق المدارس کا تعارف اور انعامات کی تفصیلات سے آگاہ کیا۔ جبکہ ناظم امتحانات وفاق المدارس مولانا محمد اعظم صاحب نے خطاب فرمایا۔ انہوں نے اجتماع میں شامل فضلاء جامعہ کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلایا۔ اور کہا کہ معاشرے تباہی اور بربادی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اس کو روکنا اور ان کی اصلاح علماء کی اولین ذمہ داری ہے۔ اس کے ساتھ کسی بھی کام میں بہتری اور کامیابی کی ضمانت اخلاص اور وفاداری میں ہے۔ آپ جس ادارے مسجد، تنظیم کے ساتھ وابستہ ہیں پورے خلوص اور ایفاء عہد کے ساتھ محنت کریں۔ کامیابی آپ کا مقدر بنے گی۔ انہوں نے وفاق المدارس کی حسن کارکردگی کا بھی ذکر کیا۔ نیز جامعہ سلفیہ کی تعمیر وترقی اور اچھی شہرت پر خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ آج اداروں میں طلبہ کی تعداد میں نمایاں کمی ہوئی ہے۔ مگر جامعہ سلفیہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ اس کی وجہ یہاں کا بہترین نظم ونسق اور اعلیٰ معیار تعلیم ہے۔ انہوں نے اساتذہ وانتظامیہ کی حسن کارکردگی پر بھی خراج تحسین پیش کیا۔ اس کے بعد علامہ پروفیسر ساجد میر صاحب صدر وفاق المدارس السلفیہ اور ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث حافظ عبدالکریم صاحب دیگر رفقاء کے ہمراہ پنڈال میں تشریف لائے۔ جبکہ رئیس الجامعہ میاں نعیم الرحمٰن نے انکا استقبال کیا۔ ان کی آمد پر پرنسپل جامعہ سلفیہ نے کلمہ ترحیب پیش کیا۔ اور بتایا کہ آج کا دن جامعہ کے لیے بہت سعادت مند ہے کہ قائدین یہاں موجود ہیں۔ اس کے ساتھ تقسیم انعامات کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ یہ انعامات دو سالوں میں اول، دوم، سوم آنے والے طلبہ وطالبات کے لیے تھے۔ جن کی کل تعداد 48 بنتی ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔

	اول	دوم	سوم
عالمیہ	15000/.	10000/.	7000/.
عالیہ	10000/.	7000/.	5000/.
ثانویہ خاصہ	7000/.	5000/.	4000/.
ثانویہ عامہ	7000/	5000/.	4000/.

یہ انعامات کتب کی شکل میں پیش کیے گئے۔ جبکہ ہر طالب علم اور طالبہ کو اعزازی شیلڈ اور اعزازی سرٹیفکیٹ بھی دیئے گئے۔ علامہ پروفیسر ساجد میر صاحب، مولانا عبدالحمید ہزاروی، میاں نعیم الرحمٰن، حافظ عبدالکریم اور مولانا محمد اعظم صاحب نے اپنے دست مبارک سے انعامات تقسیم کیے۔ اس کے بعد پروفیسر ساجد میر صاحب نے اجتماع سے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ آج یہ تقریب سعیدان طلبہ وطالبات کے اعزاز میں منعقد کی گئی ہے جو وفاق المدارس کے مختلف امتحانات میں اول، دوم اور سوم آئے۔ ایسی تقریبات دارصل ایسے ہونہار اور ذہین طلبہ اور طالبات کی حوصلہ افزائی کے لیے ہوتی ہیں۔ جو پوری لگن اور محنت سے پڑھتے ہیں۔ اور رفعت حاصل کرتے ہیں۔ اچھے کام میں مسابقت بہت قابل تحسین جذبہ ہے۔ جس کی قدر افزائی ہونی چاہیے۔ دنیا میں ایسے بہت سے میدان ہیں جہاں لوگ ایک دوسرے سے بڑھنے کے لیے محنت کرتے ہیں۔ لیکن بحیثیت مسلمان ہم میں آخرت کی کامیابی کے لیے مسابقت کا جذبہ ہونا چاہیے۔ اس ضمن میں صحابہ کرام کی زندگیاں ہمارے لیے روشن چراغ ہیں۔ میں زیادہ نہیں لیکن ایک واقعہ جسے کلاسیکل کی حیثیت حاصل ہے کا ذکر کرتا ہوں۔ اور یہ مشہور واقعہ بارہا آپ حضرات نے سنا کہ نبی اکرم ﷺ کی اپیل پر جب حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے اپنے گھر سے ساز وسامان لیکر آئے۔ تو حضرت عمرؓ کے ذہن میں تھا کہ وہ آج یہ بازی جیت لیں گے۔ لیکن جب آپ ﷺ نے استفسار فرمایا۔ تو عمرؓ نے بتایا کہ وہ نصف لے کے آئے ہیں اور نصف گھر کے لیے چھوڑ آئے ہیں۔ لیکن سیدنا ابوبکرؓ نے فرمایا کہ وہ سارا مال واسباب اٹھا لائے ہیں۔ اور گھر میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت چھوڑی ہے۔ یہ جذبہ اور تنافس آج ہم میں نہیں ہے۔ جس کی اشد ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل سے نوازے۔

اس کے بعد رئیس الجامعہ میاں نعیم الرحمٰن نے جامعہ کی جانب سے علامہ پروفیسر ساجد میر اور ناظم اعلیٰ حافظ عبدالکریم کو جماعتی، دعوتی اور رفاہی خدمات کے اعتراف میں اعزازی شیلڈ پیش کی۔

آخر میں صدر جامعہ میاں نعیم الرحمٰن نے تمام شرکاء اور بالخصوص پروفیسر علامہ ساجد میر، حافظ عبدالکریم، مولانا عبدالحمید ہزاروی، مولانا محمد اعظم صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا کہ جامعہ سلفیہ کی انتظامیہ اساتذہ اور طلبہ کو اس مبارک پروگرام کے انتظامات کرنے پر خوشی محسوس ہو رہی۔ انہوں نے اول،

دوم، سوم آنے والے طلبہ اور طالبات کو مبارکباد پیش دی اور خصوصاً ان تعلیمی اداروں کے ناظمین اور اساتذہ کرام کو بھی خراج تحسین پیش کیا۔ جن کی محنتوں اور سرپرستی سے یہ اعزاز انہیں حاصل ہوا۔ اس کے بعد اجلاس برخاست ہوا۔ اور نماز عصر کا وقفہ کر دیا گیا۔

تیسری نشست......

بعد نماز عصر

قاری منظور احمد نے قرآن حکیم کی تلاوت سے اجلاس کی کاروائی کا آغاز کیا۔ جبکہ صدارت حافظ مسعود عالم صاحب نے فرمائی۔ قاری تاج محمد شاکر نے نعت رسول مقبول ﷺ پڑھی۔ پرنسپل جامعہ نے اجلاس کو بتایا کہ یہ نشست فضلاء جامعہ کے لیے مخصوص ہے۔ جس میں جامعہ کی تعمیر و ترقی اور بہتر معیار کے لیے آراء و تجاویز کا خیر مقدم کیا جائے گا۔ نقابت کے فرائض مولانا محمد ادریس سلفی نے انجام دیئے۔ انہوں نے اس شعر سے اپنی گفتگو کا آغاز کیا۔

"ماقل من كانت بقاياه مثلنا

شباب تسامى للعلى و كهول"

انہوں نے پروگرام کی اہمیت پر روشنی ڈالی کہ اس نشست میں ہم جامعہ کی بہتری کے لیے رائے اور تجاویز دیں گے۔ معروف خطیب مولانا عبدالعلیم یزدانی کو خطاب کی دعوت دی۔ انہوں نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا کی جامعہ کی حسین یادیں کبھی نہیں بھلا سکتے۔ ہم دعوتی پروگراموں میں شرکت کرتے اور مختلف مقامات پر جامعہ کی نمائندگی کرتے تھے۔ یہ سلسلہ اب بھی جاری رہنا چاہیے۔ اس کے بہت سے فوائد ہیں۔ انہوں نے طنزاً فرمایا کہ شاید اب جامعہ کو فیصل آباد کے تجار نے مستغنی کر دیا ہے۔ اس لیے یہ دیہاتوں میں پروگرام نہیں کرتے (مولانا موصوف کو بعد میں دعوتی پروگرام سے آگاہ کیا گیا کہ اب پہلے سے بھی زیادہ منظم کام ہو رہا ہے) انہوں نے مشورہ دیا کہ جامعہ کی سالانہ عوامی کانفرنس ضرور ہونی چاہیے۔ تاکہ سال بعد ہی سبھی لوگ اپنی آنکھوں سے جامعہ کو دیکھیں گے۔ اس کے بعد قاری محمد حنیف بھٹی نے یاد ماضی کو آواز

دی۔اور جامعہ میں گزرے لمحات کا تذکرہ کیا۔انہوں نے فضلاء جامعہ کومشورہ دیا کہ وہ اپنے اپنے حلقوں میں سیاست میں حصہ لیں تا کہ اس میدان کو دوسروں کے لیے خالی نہ کریں۔جامعہ کے ہونہار عالم دین حافظ شریف اللہ صاحب جو کہ آجکل بریڈفورڈ برطانیہ میں خطیب ہیں۔اجتماع میں شرکت کے لیے تشریف لائے۔انہیں خطاب کی دعوت دی گئی۔انہوں نے کہا کہ آج میں بہت خوشی محسوس کر رہا ہوں کہ مادر علمی نے ہمیں یاد کیا۔اور جامعہ کی چاردیواری میں آکر ہمیشہ ایسے محسوس کرتا ہوں جیسے ماں کی آغوش میں آ گیا ہوں۔انہوں نے کہا وطن سے دور جب بھی ہمیں جامعہ کی اچھی خبر ملتی ہے تو بہت خوش ہوتے ہیں۔اور اس خوشی میں شامل ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔انہوں نے مزید کہا کہ اب دنیا ایک گاؤں کی شکل اختیار کر چکی ہے۔رابطے آسان ہو گئے ہیں۔لیکن ہماری مشکلات وہیں ہیں۔انہوں نے کہا کہ ہمیں بھی تبدیل ہونے کی ضرورت ہے۔اور حالات کے شانہ بشانہ چلنا چاہیے۔جامعہ کی تعمیر وترقی میں ہم سب کو مکمل ساتھ دینا چاہیے۔انہوں نے تجویز پیش کی کہ سالانہ پروگرام کے ساتھ ماہانہ دروس ہونے چاہیے۔اور مختلف مقامات پر بھی جامعہ کو اس کا اہتمام کرنا چاہیے۔اسی طرح دیگر اداروں کے افراد کو بھی اس کار خیر میں شریک کرنا چاہیے۔تا کہ وہ بھی کچھ حاصل کریں۔مولانا محمد ادریس سلفی صاحب نے یہ شعر پڑھا۔

گفتار کے اسلوب پہ قابو نہیں رہتا
انسان کے ذہن میں گر متلاطم ہوں خیالات

اس کے بعد انہوں نے مولانا عبدالرحمٰن نوپوری کو خطاب کی دعوت دی جنہوں نے فرمایا کہ علماء کرام انبیاء کے وارث ہیں۔اس سے بڑی عظمت اور کیا ہوگی لیکن معاشرہ اس عظمت کو قبول نہیں کرتا۔آخر اس کے اسباب کیا ہیں؟ ان کی رائے میں ہمیں عصری علوم میں دسترس حاصل نہیں اور نہ ہی سیاسی امور میں دلچسپی لیتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ حسب ضرورت واحوال ہمیں عصری علوم حاصل کرنے چاہیے تا کہ وقت کے تقاضوں کو پورا کر سکیں۔اس کے بعد شیخ الحدیث مولانا عمر فاروق سعیدی صاحب نے خطاب کیا۔انہیں یہ شکوہ تھا کہ سٹیج پر جامعہ کی انتظامیہ موجود نہیں ہے۔انہیں اپنی تجاویز ان سب کے سامنے رکھنی تھیں۔انہوں نے نہایت عمدہ تجاویز پیش کیں۔(جو کہ تحریری طور پر جامعہ کو بھی دی گئی ہیں) ان میں سے

چند اہم یہ ہیں۔

(۱) سالانہ اجتماع میلہ نہ ہو بلکہ کسی خاص موضوع کو محور پر رکھ کر اس پر گفتگو کی جائے۔

(۲) انہوں نے تھنک ٹینک قائم کرنے کی تجویز دی۔ تاکہ حالات اور مشکلات کا حل تلاش کیا جاسکے۔

(۳) غریب اور نادار طلبہ کی مالی سرپرستی ہونی چاہیے۔ جو کہ واقعی پڑھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ تعلیم مکمل ہونے کے بعد انہیں بے یار و مددگار نہیں چھوڑنا چاہیے۔ اور ان سے دینی، ملی، دعوتی خدمات لی جائے۔ تاکہ یہ سرمایہ ضائع نہ ہو۔

(۴) دیہاتوں سے کارآمد طلبہ میسر آتے ہیں۔ اس طرف خصوصی توجہ دینی چاہیے۔

(۵) اساتذہ کرام کو چاہیے کہ وہ اپنے شاگردوں کو دیہاتی ماحول میں کام کرنے کی تلقین کریں۔ اور مرکزی مدارس کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے افراد کی کفالت کریں۔

(۶) دیگر رفاہی انجمنوں کی طرح اہل خیر کو توجہ دلانی چاہیے کہ وہ بھی دینی کاموں کے لیے (اوقاف) قائم کریں کہ ان کی آمدنی سے مستقل بنیاد پر دین کا کام ہوسکے۔

(۷) عوام کی فکری رہنمائی کے لیے کانفرنسیں ہونی چاہیے۔ اور اس میں کارآمد گفتگو ہو۔ اس کار خیر کا احیاء از حد ضروری ہے۔

(۸) جامعہ کے فضلاء میں جو لوگ قلمی کام کرتے ہیں انہیں معاشرتی مفاسد اور فکری اغواء کے دفاع اور تدارک کو بھی اپنا موضوع بنانا چاہیے۔

(۹) تمام حضرات کو تاریخ اسلام، تحریکی جماعتوں اور شخصیات کے احوال کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ اس سے بہتر رہنمائی مل سکتی ہے۔

(۱۰) عالم اور کتاب لازم ملزوم ہیں۔ مہنگائی کی وجہ سے کتب بھی عام آدمی کی دسترس سے دور ہوگئی ہے۔ لہذا مختلف ادارے اور انجمنیں رعایتی قیمتوں پر کتب فراہم کریں۔

اس کے بعد مولانا عبدالحمید ازہر صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عصری علوم کی افادیت سے انکار ممکن نہیں ہے۔ لیکن ہم علوم نبوت کے وارثان ہیں۔ لہذا اسکا تقاضا ہے کہ ہم دینی علوم کی مکمل آبیاری

کریں۔ یہ بات یاد رکھیں کہ دینی، اصلاحی، اخلاقی علوم ہی انسان کو صحیح سمت دینے والے ہیں۔ یہی دراصل وراثت انبیاء ہیں۔ جس کی تقسیم کے لیے مدارس میں علماء بیٹھے ہیں۔ ہمیں اگر ان سے قولاً عملاً فعلاً فرصت ہو تو دیگر علوم کی بھی خدمت کا حق ہے۔ لیکن فرصت کے بغیر ایسا کرنا اپنی ذمہ داریوں میں کمی کرنے کے مترادف ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ابنائے الجامعہ کو جو اہمیت دی گئی ہے بہت ہی قابل ستائش ہے۔ لیکن یہ بھی کم ہے انہیں ان کی اہمیت جتلا کر مزید کے لیے تیار کر سکتے ہیں۔ لائبریری میں ابناء جامعہ کی تصانیف الگ رکھی جائیں۔ جو انہیں احساس دلائیں کہ یہ ان کی سعی جمیلہ کا اعتراف ہے۔ نیز مطالعہ کرنے والوں کو بھی اس بات پر اکسائے کہ وہ بھی اس صف میں شامل ہو سکتے ہیں۔ اس کے بعد مولانا محمد ادریس سلفی نے شیخ التفسیر حافظ مسعود عالم صاحب خطاب کی دعوت دی۔ حافظ مسعود عالم نے کہا کہ متخرجین جامعہ میں سے بعض نے سوال اٹھایا ہے کہ ہماری ذمہ داری سے آگاہ کیا جائے۔ انہوں نے جواباً عرض کیا کہ بات اس سے برتر ہے کہ ماں اور مامتا اپنے حقوق کا تقاضا نہیں کرتی۔ اسکی صالح اولاد اس فرض کو خود ہی سمجھ کر بحسن وخوبی ادا کرتی ہے۔ ان حقوق کو ادا کرنے کے لیے اگر ضابطے متعین ہوں تو بات نہیں بنتی۔ یہ رشتہ ضابطوں اور قوانین کا محتاج نہیں ہے۔ بلکہ یہ رشتہ ہمیشہ رابطوں ملاقاتوں کا تقاضا کرتا ہے۔ لہذا آپ سب جامعہ کو اپنا سمجھ کر اس کے دست وبازو بنیں۔ صرف ظاہری نہیں بلکہ باطنی محبت پیدا کریں۔ جامعہ کی خدمت کا جذبہ لیکر اٹھیں اور بہتر سے بہتر کے لیے تجاویز دیں۔ مالی وسائل کو مستحکم کرنے کے لیے طریقہ کار بنائیں۔ آپ کی تجاویز کو خندہ پیشانی سے قبول کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ آمین۔ اس کے بعد نماز مغرب کے وقفہ کا اعلان کیا گیا۔

چوتھی نشست ......

خصوصی اجتماع برائے فضلاء

قاری محمد رمضان کی تلاوت قرآن حکیم سے نشست کا آغاز ہوا۔ صدارت رئیس الجامعہ میاں نعیم الرحمٰن نے کی۔ جبکہ مہمان خصوصی فضیلۃ الشیخ محمد بن سعد الدوسری (مدیر مکتب الدعوۃ) اور ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر تھے۔

تلاوت کے بعد شاعر اسلام قاری تاج محمد شاکر نے نعت رسول مقبول ﷺ پیش کی۔ اور رئیس الجامعہ میاں نعیم الرحمٰن کی فرمائش پر جامعہ کے لیے ایک نظم پڑھی۔ جسے بے حد پسند کیا گیا۔ شیخ الحدیث حافظ مسعود عالم صاحب نے عربی میں سپاسنامہ پیش کیا۔ جس میں مدیر مکتب الدعوۃ کو خوش آمدید کہا اور اجتماع متخرجین کی غرض وغایت اور افادیت سے آگاہ کیا۔ اور بتایا کہ اس وقت علماء کرام کا ایک ایسا گروہ آپ کے سامنے موجود ہے۔ جو مختلف مقامات پر دینی، تعلیمی، دعوتی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ انہوں نے مدیر مکتب الدعوۃ کی جامعہ ساتھ گہری وابستگی کا تذکرہ کیا اور بتایا کہ جامعہ سلفیہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ الشیخ صاحب جب بحشیت مدیر پاکستان تشریف لائے تو انہوں نے اپنی پہلی رسمی مصروفیات کا آغاز جامعہ سلفیہ سے کیا۔ اور جامعہ کی مٹی کو انکی قدم بوسی کا اعزاز حاصل ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہم عجمی ہونے کے ناطے اپنے جذبات کی صحیح ترجمانی نہیں کر پائے۔ ورنہ حکومت سعودیہ کی بے شمار خدمات کے ہم معترف ہیں۔ اور آپ ان کے حقیقی نمائندے ہیں۔ جامعہ میں تشریف آوری پر ہم آپ کے شکر گزار ہیں۔ انہوں نے جناب ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر کا بھی شکریہ ادا کیا۔

اس کے بعد مدیر التعلیم جامعہ سلفیہ نے بتایا کہ گذشتہ سال 55 طلبہ فارغ التحصیل ہوئے تھے۔ اور آج ان میں اسناد تقسیم کی جائیں گی۔ انہوں نے فضیلۃ الشیخ محمد بن سعد الدوسری کو دعوت دی جنہوں نے اپنے دست مبارک سے اسناد تقسیم کیں۔

اس کے بعد مدیر صاحب نے کلیدی خطاب فرمایا۔ موضوع تھا "عصر حاضر میں دعوت کا اسلوب" حمد وثناء کے بعد انہوں نے جامعہ سلفیہ کی خدمات کا تذکرہ کیا۔ اور کہا کہ جامعہ سلفیہ کی نیک نامی اور عمدہ شہرت کا ایک زمانہ معترف ہے۔ اور ہم جامعہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس موقعہ پر سعودی سفیر عالی مرتبت علی بن سعید عواض عسیری کا سلام پیش کیا اور کہا کہ ان کی شدید خواہش تھی کہ وہ اس تقریب میں خود حاضر ہوتے۔ مگر بعض ناگریز وجوہات کی بنا پر تشریف نہ لا سکے۔ اور مجھے مکلف کیا کہ میں انکی نمائندگی کروں۔ انہوں نے رئیس الجامعہ کا بھی شکریہ ادا کیا جو ہر مناسبت پر انہیں دعوت دیتے ہیں۔ انہوں نے فارغ التحصیل علماء کو مبارکباد دی۔ اور کہا کہ یہ کہکشاں آنے والے وقت میں لوگوں کی رہنمائی کا باعث ہوگی اور انہیں قوم او

رامت کی اصلاح کے لیے نہایت حکمت اور بصیرت کے ساتھ کام کرنے کی ضرورت ہے۔"ادعوا الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی هی احسن۔۔۔الایة۔" انہوں نے جامعہ کے تمام فضلاء کو کہا کہ آپ لوگ نہایت مبارک کام سرانجام دے رہے ہیں۔اس سے اچھا کام اور کیا ہوسکتا ہے۔ومن احسن قولا ممن دعا الی الله وعمل صالحا وقال اننی من المسلمین۔الایة انہوں نے کہا کہ سب سے بہترین داعی نبی اکرم ﷺ ہیں۔آپ نے دعوت کا جو اسلوب اختیار کیا۔اس سے بہتر اور کوئی نہیں ہوسکتا۔انہوں نے ہمیشہ نرم خوئی سے کام لیا۔آسانی پیدا کی اور کبھی کسی کو نہیں ڈانٹا۔حتی کہ مسجد میں بول کرنے والے بدوی کو جب لوگوں نے برا بھلا کہا تو آپ نے منع کر دیا۔اور اسے اچھے اسلوب سے سمجھایا۔اور پانی منگوا کر پیشاب پر بہایا۔آپ نے کہا کہ ہمیں بھی دین میں آسانی تلاش کرنی چاہیے۔ اور لوگوں کے ساتھ خیر خواہی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔آج کے حالات میں دین کے بارے میں لوگ بہت غلط فہمیوں کا شکار ہیں۔اور دین سے بیزار لوگ مزید بگاڑ پیدا کر رہے ہیں۔لہذا ہمیں حکمت اور دانائی سے کام لینا چاہیے اور بہترین طرز عمل اختیار کرنا چاہیے۔اس کے ساتھ انہوں نے رئیس الجامعہ اور تمام انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا۔اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ سب کی محنتوں کو قبول فرمائے اور حسن عمل کی توفیق دے۔آمین۔

اس کے بعد جناب ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر صاحب کو دعوت خطاب دی گئی۔انہوں نے فرمایا کہ آج کا یہ مثالی اجتماع بہت مبارک ہے۔جس میں تمام فضلاء شریک ہیں۔علماء کرام کی ایسی جماعت میرے سامنے ہے جو انبیاء کرام کے مشن پر چل رہی ہے۔انہوں نے کہا کہ آپ سب کس قدر خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو کام انبیاء کرام سے لیا۔آج وہی کام اللہ تعالیٰ ہم سب سے لے رہا ہے۔اس سے بڑی سعادت اور کیا ہوسکتی ہے۔دنیا میں اس سے بہتر لائق تحسین کام اور ہو ہی نہیں سکتا۔اس لیے ہمیں اپنی قسمت پر ناز کرنا چاہیے۔اور جو لوگ اس مشن پر اخلاص نیت سے کام کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتے ہیں۔اور اسکا مظاہرہ ہم اپنی آنکھوں سے کرتے ہیں۔انہوں نے خطیب پاکستان مولانا محمد حسین شیخوپوری مرحوم کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ ان کی وفات پر ہزاروں لوگ نماز جنازہ میں شرکت کے لیے امڈ آئے۔شدید بارش کے باوجود میں نے موٹروے کے ایک سروس اسٹیشن پر

19 بسیں شمار کی جو نماز جنازہ میں شرکت کے بعد واپس جا رہے تھے۔ کیا ایسا اہتمام کسی اور شخصیت کے لیے ممکن ہے۔ یہ اس دین کے ساتھ وابستگی کا نتیجہ ہے۔ اس لیے ہمیں اپنے کام پوری توجہ دینی چاہیے اور اخلاص نیت کے ساتھ کام کرنا چاہیے۔ اس کے ساتھ انہوں نے جامعہ سلفیہ کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ اور کہا جامعہ کی مخلص انتظامیہ اور لائق صد احترام اساتذہ کی کوششوں اور محنتوں کا نتیجہ ہے کہ آج جامعہ پاکستان کی صف اول کی جامعات میں شامل ہے۔ ہمیں مزید اس کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔ تاکہ یہ ادارہ موجودہ حالات کا مقابلہ کر سکے۔ اور ترقی کی منزلیں طے کرے۔ انہوں نے یہ مشورہ دیا کی جامعہ کو چاہیے کہ وہ پوری دنیا میں رونما ہونے والے واقعات پر نظر رکھے۔ اور اس کے فوائد وثمرات یا نقصانات سے فوری طور پر فضلاء کو مطلع کریں۔ اور وہ اپنے اپنے حلقوں میں اس کی روشنی میں کام کریں۔ اسی طرح دنیا میں اچھے کام ہوتے ہیں تو اس سے بھی ابناء جامعہ کو باخبر رکھے۔ اس کی ستائش کریں۔ اور یہ سلسلہ تواتر کے ساتھ چلنا چاہیے۔ نامور مورخ مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کو خطاب کے لیے بلایا گیا۔ انہوں نے اپنے مخصوص انداز میں جامعہ سلفیہ کی تاسیس اور مؤسسین کا تذکرہ نہایت دلنشیں انداز میں کیا اور ان حالات سے آگاہ کیا' جن میں جامعہ سلفیہ کی بنیاد رکھی گئی۔ انہوں نے نہایت احترام سے ان بزرگوں کا تذکرہ کیا جن کی مساعی سے یہ علمی ادارہ وجود میں آیا۔ قیامِ پاکستان کے بعد لوگوں کے پاس سرمائے کی شدید کمی تھی۔ اس کے باوجود جامعہ سلفیہ کی تعمیر کے لیے لوگوں نے اپنی بساط سے بڑھ کر حصہ لیا۔ انہوں نے میاں فضل حق اور ان کے بعد میاں نعیم الرحمٰن کی جامعہ سلفیہ کے لیے خدمات پر خراجِ تحسین پیش کیا اور دعا کی اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول کرے۔ اس کے بعد پرنسپل جامعہ نے تمام شرکاء اور مہمانان گرامی کا شکریہ ادا کیا۔ اور ساتھ ہی نماز عشاء اور کھانے کا وقفہ کا اعلان کیا گیا۔

3 اپریل 2008 بروز جمعرات جامعہ سلفیہ کی تاریخ کا اہم ترین دن تھا۔ جہاں پہلی مرتبہ ایک بین الاقوامی محفل حسن قراۃ منعقد ہو رہی تھی۔ جس میں سرزمین مصر کے ممتاز قراء خصوصی طور پر شریک ہو رہے تھے۔ 3 اپریل کو منعقد ہونیوالے اجتماع کا یہ آخری پروگرام تھا۔ جس میں پاکستان کے معروف قراء بھی شریک محفل تھے۔ جن میں استاد القراء قاری محمد ابراہیم میر محمدی، زینت القراء قاری محمد صہیب میر محمدی، قری نوید

الحسن لکھوی شامل تھے۔

سب سے پہلے جامعہ کے طلبہ نے تلاوت کی اس کے بعد قاری تاج محمد شاکر نے عظمت قرآن پر ایک نظم پیش کی۔ پھر شیخ التفسیر حافظ مسعود عالم صاحب نے فضائل قرآن پر نہایت مختصر مگر جامع درس دیا۔ انہوں نے کہا کہ حامل قرآن کے لیے رسول اللہ ﷺ نے جو بشارتیں دیں ہیں۔ وہ اہل قرآن کے لیے کافی ہیں۔ قیامت کے دن یہ لوگ نیکو کاروں کے ساتھ ہونگے۔ اور ان کے والدین کو ایسے تاج پہنائے جائیں گے۔ جن کے ایک موتی کی چمک سورج کی روشنی کو مات کر دے گی۔ آپ نے مزید کہا کہ ایسی محفلیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک بے حد پسندیدہ ہیں۔ اس کے ملائکہ ایسی مجلسوں کی تلاش میں زمین پر اترتے ہیں اور انہیں اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں۔ ان پر سکینت نازل ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے مقرب فرشتوں میں ان کا تذکرہ فرماتے ہیں۔ قرآن کا پڑھنا باعث اجر اور سننا باعث رحمت ہے۔ ایسی مجلسوں کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھنا از حد ضروری ہے۔ خاموشی کے ساتھ قرآن سنا جائے۔ انہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں سننا اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ اس کے بعد قاری نوید الحسن لکھوی مدرس جامعہ سلفیہ نے اپنے مخصوص انداز میں تلاوت کی۔ اس کے بعد استاد القراء محمد ابراہیم میر محمدی نے بھی فن قرأت کا مظاہرہ کیا۔ جسے بے حد پسند کیا گیا۔ قاری صہیب میر محمدی جو کہ نقابت کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ انہوں نے مصری قراء کو دعوت دینے سے پہلے انہیں کلمہ ترحیب پیش کیا۔ اور کہا کہ ہم اپنے مصری بھائیوں کو پاکستان اور خصوصاً جامعہ سلفیہ آمد پر خوش آمدید کہتے ہیں۔ اھلاً وسھلاً مرحبا۔ اور امید ظاہر کی کہ ان کی خوبصورت آواز میں تلاوت سن کر لوگوں میں بھی قرآن پڑھنے کا شوق پیدا ہوگا۔ اس کے بعد بالترتیب مصری قراء کرام نے تلاوت کی۔ جس پر لوگوں نے دل کھول کر داد دی۔

(۱) فضیلۃ الشیخ احمد عبدالحئی حفظہ اللہ (۲) فضیلۃ الشیخ المقری رضا جمعہ منصور حفظہ اللہ

(۳) فضیلۃ الشیخ محمد یحیٰ شرقاوی حفظہ اللہ

ان میں آخر الذکر قاری یحیٰ شرقاوی مصر کے بلند پایہ قراء میں شمار کیے جاتے ہیں۔ یہ اپنے قصبے سمانہ کے (عمدہ) نمبردار بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں لحن داودی دے رکھا ہے۔ بہت بڑے فنان ہیں۔ اور آواز کے اتار چڑھاؤ کے ماہر ہیں۔ لوگ ان کی تلاوت سن کر عش عش کر اٹھے۔ دعا خیر کے ساتھ یہ محفل رات گئے ختم ہوئی۔